سمسٹر: خزاں 2016ء

کورس: اسلامیات لازمی — کورس کوڈ: 201

سطح: میٹرک — مشق نمبر: 02

سوال نمبر 1: زکوٰۃ کی تعریف لکھیں نیز زکوٰۃ کی حیثیت اور اثرات پر وضاحت سے روشنی ڈالیں۔

جواب: زکوٰۃ کی تعریف: اسلام کی عبادات میں نماز پہلی اور زکوٰۃ دوسری عبادت ہے۔ قرآنِ پاک اور حدیث شریف میں زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا اس کا ادا کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے لیکن زکوٰۃ واجب ہونے کی کچھ شرطیں ہیں۔ ان میں سے ایک شرط یہ ہے کہ آدمی بالغ ہو، دوسری یہ کہ ہوش مند ہو پاگل یا دیوانہ نہ ہو، اور تیسری یہ کہ مالدار ہو۔

عربی زبان میں زکوٰۃ کے معنی پاک کرنے، بڑھانے اور ترقی دینے کے ہیں۔ لیکن شریعت (اسلامی قانون) میں اس سے مراد وہ مقررہ مال ہے جو مقررہ وقت پر، مقررہ شرطوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نام پر ناداروں اور مسکینوں وغیرہ کو دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے اپنے مال کا ایک حصہ نکال کر غریبوں مسکینوں کو دے دینے سے آدمی کا مال پاک ہو جاتا ہے اس لیے اسلام میں زکوٰۃ ادا کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔

اسلام میں زکوٰۃ کی حیثیت و اثرات: اسلام میں نماز کے بعد جس فرض کے ادا کرنے پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے وہ زکوٰۃ ہے۔ نماز ایسی عبادت ہے جو بدن سے تعلق رکھتی ہے اور زکوٰۃ مال سے۔ یعنی زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے مال خرچ کرنا پڑتا ہے۔ نماز بندے پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور زکوٰۃ دوسرے بندوں کا جیسا کہ قرآنِ پاک کی سورۃ المعارج آیت نمبر 24-25 میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے کہ ﴿فی اموالھم حق معلوم للسائل و المحروم﴾ ترجمہ: ’’جن کے مال میں مانگنے والے اور محروم کا ایسا حق ہے جو مقرر ہے۔‘‘ اسلام میں جب نماز اور زکوٰۃ کو ایک دوسرے کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے اور دونوں کے ادا کرنے پر برابر زور دیا جاتا ہے تو اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسلام میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ بندوں کے حقوق کا بھی پورا خیال رکھا گیا ہے۔ چنانچہ قرآنِ پاک کی 82 آیات میں نماز اور زکوٰۃ کا ذکر ساتھ ساتھ آیا ہے قرآنِ پاک کی سورۃ البقرہ آیت نمبر 43 میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ: ﴿واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ﴾ ترجمہ: ’’نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔‘‘ حضور نبی کریم ﷺ کی پاک زندگی میں جب کوئی شخص آ کر آپ ﷺ سے اسلام کے احکام اور مسئلے پوچھتا تو آپ ﷺ ہمیشہ نماز کے بعد زکوٰۃ کو پہلا درجہ دیتے۔ آنحضرت محمد ﷺ کے ایک صحابی حضرت جریرؓ بن عبداللہ البجلی کہتے ہیں کہ میں حضور کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھ سے تین کاموں کا وعدہ لیا یعنی یہ کہ:

- ☆ میں ہمیشہ نماز پڑھوں گا۔
- ☆ جب مجھ پر زکوٰۃ واجب ہو گی تو زکوٰۃ ادا کروں گا۔
- ☆ میں تمام مسلمانوں کی بھلائی چاہوں گا۔

9 ہجری میں جب حضور کریم ﷺ نے اپنے صحابی حضرت معاذ بن جبلؓ کو اسلام کا مبلغ بنا کر یمن بھیجا تو ان سے فرمایا، وہاں جا کر پہلے لوگوں کو توحید کی دعوت دینا، پھر انہیں نماز کے فرض سے آگاہ کرنا اور پھر یہ بتانا کہ ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ نے ان کے مال پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان

www.aiouinfo.com

کے دولت مندوں سے لے کر ان کے غریبوں کو دی جائے گی۔'' اسی طرح ایک اور حدیث میں حضور کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ترجمہ:۔'' اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اپنی پانچوں وقت کی نماز پڑھو اور تمہارا ماہ رمضان آئے تو روزہ رکھو اور اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے حاکم کی پیروی کرو، تو جنت میں جاؤ گے۔'' قرآنِ پاک اور حدیث شریف میں جس طرح زکوٰۃ دینے والوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور بڑے بڑے انعامات کی خوش خبری سنائی گئی ہے، اسی طرح زکوٰۃ نہ دینے والوں کو اللہ تعالیٰ کے غضب اور دوزخ کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے قرآنِ پاک کی سورۃ توبہ آیت نمبر 34 میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے کہ: ترجمہ:۔''اور جو دبا کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پس انہیں دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے۔''

سوال نمبر 2: وضو اور تیمم کا طریقہ کار اور ان کے آداب تحریر کریں۔

جواب: وضو کا طریقہ: وضو کا لفظی معنی ہے روشن چہرے والا۔ آنحضرت ﷺ نے نہ صرف وضو کی تعلیم دی بلکہ خود وضو کر کے بھی دکھایا۔ وضو کرنے سے پہلے دل میں اس کی نیت کرنی چاہیے۔ پھر'' بسم اللہ الرحمین الرحیم'' پڑھ کر دونوں ہاتھ گٹوں تک تین بار دھوئے، پھر تین بار منہ میں پانی ڈال کر کلی کرتے وقت مسواک کرلے۔ حدیث میں مسواک کرنے کی بڑی فضیلت بتائی گئی ہے۔ مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانت صاف کرے اور منہ میں پانی لے کر غرارہ کرے کہ حلق تک منہ صاف ہو جائے۔ روزے کی حالت میں غرارہ نہ کرنا چاہیے۔ کلی کرنے کے بعد تین بار ناک میں پانی ڈال کر بائیں ہاتھ سے صاف کرے۔ پھر اس کے بعد تین بار منہ دھوئے۔ منہ دھونے کا مطلب یہ ہے کہ پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک جتنا حصہ ہے وہ سب تین بار دھوئیں۔ اگر گھنی داڑھی ہو تو انگلیوں سے اس میں خلال کرے تاکہ بالوں کی جڑ تک پانی پہنچ جائے۔ ہلکی داڑھی میں تو خود ہی پانی پہنچ جاتا ہے۔ پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین بار دھوئے۔ پہلے دایاں ہاتھ پھر بایاں ہاتھ دھوئے۔ اگر ہاتھ میں انگوٹھی ہو یا عورتوں کے ہاتھ میں چوڑی ہو تو اس کو ہلا لینا چاہیے تاکہ اس کے نیچے تک پانی پہنچ جائے، اس کے ساتھ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈال کر خلال کرے۔ پھر ایک بار پورے سر کا مسح کرے، پھر کان کا مسح کرے۔ گردن کا مسح ضروری نہیں ہے۔ مسح کے بعد دونوں پیر ٹخنوں تک تین تین بار دھوئے۔ اس میں بھی ہاتھ کی طرح پہلے اپنا داہنا پیر دھوئے پھر بایاں۔ اور پیر کی انگلیوں کے درمیان ہاتھ کی چھوٹی انگلی ڈال کر خلال کرے تاکہ پانی انگلیوں کے درمیان پہنچ جائے۔

وضو کرتے ہوئے یہ خیال رہے کہ ایک عضو کے دھونے میں اتنی تاخیر نہ ہو کہ دوسرا عضو خشک ہو جائے۔ وضو کرنے کے بعد یہ دُعا پڑھنی چاہیے۔

''اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اللھم ا جعلنی من التوا بین و ا جعلنی من المتطھرین۔'' وضو کا جو طریقہ بتایا گیا ہے اس میں بعض چیزیں فرائض کا درجہ رکھتی ہیں کہ اگر وہ چھوٹ جائیں تو وضو نہیں ہوگا، جب کہ بعض چیزیں ایسی ہیں جو اگر چھوٹ جائیں تو وضو ہو جائے گا لیکن جان بوجھ کر ایسا کرنا اچھا نہیں۔

انہیں وضو کی سنتیں کہتے ہیں۔ بعض ایسی ہیں کہ ان کے کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے گناہ نہیں ہوتا ان کو وضو کے آداب یا مستحبات کہتے ہیں۔

وضو کے آداب: وضو کے آداب یا مستحبات یہ ہیں:

1۔ کسی اونچی جگہ پر بیٹھ کر وضو کرنا تاکہ جسم اور کپڑے پر چھینٹے نہ پڑیں۔

www.aliinfo.com

2۔ قبلہ رُخ ہو کر وضو کرنا۔

3۔ وضو کرنے میں بغیر کسی مجبوری کے کسی سے مدد نہ لینا یعنی خود سے وضو کا پانی لینا اور وضو کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص خود سے پانی دے دے یا وضو کے لیے کنویں یا حوض سے پانی نکال دے تو کوئی حرج نہیں ہے، لیکن بغیر عذر کے اس کی توقع رکھنا یا انتظار کرنا کہ کوئی اور پانی دے تو وضو کریں، مکروہ ہے۔

4۔ ناک میں اچھی طرح پانی ڈال کر بائیں ہاتھ سے اسے صاف کرنا چاہیے۔

5۔ وضو کے درمیان باتیں نہ کرنا۔

6۔ اگر ہاتھ یا پیر میں انگوٹھی یا چھلا یا ناک میں کیل یا کوئی اور زیور ہو تو وضو کے وقت اسے ہلا لینا چاہیے تاکہ اس کے نیچے پانی پہنچ جائے۔ اگر انگوٹھی، چھلا یا چوڑی یا کیل بہت تنگ ہو تو اس کا ہلانا بہت ضروری یعنی واجب ہے۔

7۔ وضو کے بعد وہ دُعا پڑھنا جو یہ ہے "اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ ور سو لہ اللھم ا جعلنی من التوا بین و ا جعلنی من المتطھرین۔"

8۔ وضو کرتے وقت سلام نہ کرنا چاہیے اگر کوئی کر دے تو جواب دینا بہتر ہے۔

تیمم کا طریقہ: سب سے پہلے "بسم اللہ الرحمین الرحیم" پڑھ کر تیمم کی نیت کرے، تیمم کی نیت کا مطلب یہ ہے کہ دل میں پاکی حاصل کرنے کی نیت کرے۔ پھر ہاتھوں کو ہتھیلی کی طرف سے مٹی پر مارے، اور پھر ہاتھوں کو منہ پر مل ڈالے۔ اگر ہاتھ میں مٹی زیادہ لگ گئی ہو تو اس کو جھاڑ ڈالے۔ پھر دوبارہ ہاتھوں کو ہتھیلی کی طرف سے مٹی پر مار کر ہاتھوں کو کہنیوں سمیت خوب اچھی طرح ملے۔ ہاتھ ملتے وقت پہلے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ سے ملے پھر بائیں ہاتھ کو داہنے ہاتھ سے ملے۔ منہ پر ہاتھ پھیرتے وقت داڑھی میں خلال کر لینا بھی سنت ہے۔ وضو اور غسل دونوں کے لیے ایک ہی طرح تیمم کیا جائے گا اور ایک ہی تیمم دونوں کے لیے کافی ہے۔

تیمم کے آداب: پاک مٹی، پتھر کنکر، ریت، چونا، مٹی کی یا کچی اینٹ، گیرو، مٹی، پتھر یا اینٹ کی دیوار اور مٹی کے کچے پکے برتن، اگر ان پر روغن نہ چڑھایا گیا ہو۔ اگر کسی لکڑی یا کپڑے اور پاک چیز پر گرد پڑ گئی ہو تو اس سے بھی تیمم کیا جا سکتا ہے۔

سوال نمبر 3: حج کے کیا معنی ہیں؟ حج کے فرائض اور واجبات تحریر کریں۔

جواب: حج کے معنی: حج اسلام کی ایک بنیادی عبادت ہے۔ چنانچہ زندگی میں ایک بار حج کرنا ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے ضروری ہے۔ عربی زبان میں حج کے معنی کسی بڑے مقصد کا ارادہ کرنے کے ہیں لیکن اسلام میں اس سے مراد وہ خاص اعمال ہیں جو سال کے مخصوص دنوں میں خاص جگہوں پر خاص طریقے سے ادا کیے جاتے ہیں۔ حج کے ان خاص اعمال کو مناسک کہا جاتا ہے یعنی وہ کام جو حج میں کیے جاتے ہیں لیکن اس کی کچھ شرطیں ہیں۔ اگر کسی شخص میں یہ شرطیں موجود نہ ہوں تو اس کے لیے حج کرنا ضروری نہیں۔

حج کے فرائض: حج کا فرض ہونا قرآنِ پاک سے حضور کریم ﷺ کی احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ قرآنِ پاک کی سورۃ البقرہ آیت نمبر 196 میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے کہ: ﴿واتموا الحج والعمرۃ للہ﴾ ترجمہ: "اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ تعالیٰ کے لیے۔" قرآنِ پاک کی سورۃ آلِ عمران آیت نمبر 97 میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے کہ: ﴿وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا﴾ ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت (طاقت) رکھتے ہوں۔" حج کا فرض ہونا

www.aiouinfo.com

حضور کریم ﷺ کی احادیث سے بھی ثابت ہے جیسا کہ آپ ﷺ کی احادیث سے بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشادِ پاک ہے کہ:

ترجمہ:۔ "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔"

1۔ اس امر کی گواہی دینا کہ اللہ ایک ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ 2۔ نماز قائم کرنا۔

3۔ زکوٰۃ دینا۔ 4۔ رمضان کے روزہ رکھنا۔ 5۔ حج کرنا۔

حج واجب ہونے کی شرطیں:

الف۔ حج واجب ہونے کی پہلی شرط مسلمان ہونا ہے۔ ب۔ دوسری شرط بالغ ہونا ہے۔

ج۔ تیسری شرط عقل مند ہونا ہے۔ د۔ چوتھی شرط استطاعت والا ہونا ہے۔

استطاعت سے مراد یہ ہے کہ حاجی کے پاس سفر کے اخراجات کے لیے ضروری رقم موجود ہو، اس کے علاوہ اپنے گھر والوں کو بھی اتنی رقم دے کر جائے جو اس کی واپسی تک ان کی ضروریات کے لیے کافی ہو۔ عورت پر حج واجب ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی محرم (جس کے ساتھ نکاح نہ ہوسکتا ہو) محرم میں "بیٹا، باپ، بھائی، بھانجا، بھتیجا، ماموں اور چچا، تایا وغیرہ" موجود ہو۔

حج کے واجبات: حج کے بنیادی واجبات پانچ ہیں:

1۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ سات پھیرے لگانا۔

2۔ فجر سے پہلے مزدلفہ میں آنا ہے، خواہ گھڑی بھر کے لیے ہو۔ (میدان عرفات میں وقوف کے بعد)

3۔ جمرات کے مقام پر (شیاطین) کو کنکریاں مارنا ہے۔ 4۔ سر منڈوانا یا بال کتروانا ہے۔

5۔ واجب طواف صدر ہے۔

اسی طرح یہ امر بھی واجب ہے کہ پہلے شیاطین کو کنکریاں ماری جائیں اور پھر سر منڈوایا جائے۔ حج کے آخر میں منیٰ کے مقام پر 10 ذوالحجہ کو قربانی کی جاتی ہے یہ بھی ایک واجب امر ہے۔ قربانی سے پہلے بال منڈوانا جائز نہیں، عورتیں اپنے بالوں کی صرف ایک لٹ کترتی ہیں۔ بال منڈوانے کے بعد حج کے مناسک ختم ہو جاتے ہیں اور احرام کھول دیا جاتا ہے۔ حج کرنے کے فائدے مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ حج مسلمانوں کا ایک ایسا عالمی، روحانی اجتماع ہے جس کی مثال کسی دوسرے مذہب اور قوم میں نہیں ملتی۔ یہ مسلمان کی اتحاد کی ایک علامت ہے۔

2۔ حج کے ذریعے مسلمانوں کا اپنے مالک اور اس کے سب سے پہلے گھر یعنی خانہ کعبہ سے تعلق اور زیادہ گہرا اور مضبوط ہو جاتا ہے۔

3۔ حج کے ذریعے انسان کو بے مثال روحانی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

4۔ حج کے ذریعے انسان کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ بالکل پاک ہو جاتا ہے۔

5۔ حج کے ذریعے ساری دنیا کے مسلمانوں میں اخوت اور بھائی چارہ کے احساسات ابھرتے ہیں۔

سوال نمبر 4: رسول اللہ ﷺ کی ولادت سے بعثت تک کے اہم واقعات اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

جواب: پس منظر: بہت مدت پہلے عرب کے شہر مکہ معظمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک گھر تعمیر کیا جسے بیت اللہ یعنی اللہ کے گھر کا نام دیا گیا۔ یہ گھر توحید کی علامت تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے

www.aiouinfo.com

بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس گھر کا اسلام کی تبلیغ کا مرکز بنایا۔لوگوں کو بتایا کہ اللہ ایک ہے، وہی سب جہانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہی سب کو پالتا ہے۔ ہر طرح کا نفع اور نقصان اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اچھے کام کرنے سے خوش ہوتا ہے اور اس پر انعام دیتا ہے اور برے کام پر ناراض ہوتا ہے اور سزا دیتا ہے۔

مدت تک عرب کے باشندے اسی عقیدے پر قائم رہے لیکن بعد میں ان میں طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہونا شروع ہو گئیں۔انہوں نے اپنے ہاتھوں سے بت بنا کر ان کو خدا کی اولاد قرار دیا۔ان کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھا اور اللہ تعالیٰ کے اختیارات ان سے منسوب کر دیئے۔عقیدے میں خرابی کا اثر یہ ہوا کہ ان کی زندگیوں میں ہر طرح کی خرابیاں پیدا ہو گئیں۔لڑائی جھگڑے، قتل وغارت، غریبوں اور مجبور لوگوں پر ظلم کرنا، بچیوں کو زندہ دفن کر دینا، عورتوں اور بچوں کو اغوا کر کے بیچ دینا یا ان کو غلام بنا لیا۔غرض ان کی زندگی ایسی تھی کہ اس کا نقشہ حضور اکرم ﷺ کے چچازاد حضرت جعفر طیارؓ نے حبشہ کی ہجرت کے موقع پر نجاشی کے دربار مین ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

''اے بادشاہ! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے، بت پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، ہمسایوں کو ستاتے، بھائی بھائی پر ظلم کرتا،، طاقتور لوگ کمزوروں کا حق چھین لیتے۔'' جب کبھی انسان سیدھے راستے سے بھٹک جاتے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہدایت کے لیے انہی لوگوں میں سے کسی بابرکت، نیک اور معزز شخصیت کو منتخب کر کے ان کے لیے رسول یا نبی بنا دیتا تاکہ وہ بھٹکے ہوئے لوگوں کو دوبارہ اللہ سے جوڑ دیں۔ پہلے وقتوں میں آبادیاں دور دور تھیں۔آمدورفت کے ذرائع نہ ہونے کے برابر تھے۔اس دور میں اللہ تعالیٰ ہر علاقے اور ہر قوم میں نبی بھیجتا رہا۔

جب دنیا ترقی کر گئی آمدورفت کے ذرائع بڑھ گئے اور وہ وقت قریب آ گیا کہ پوری دنیا ایک بستی یا ایک شہر کی طرح ہو جائے تو ایک ایسے رسول کی ضرورت تھی جو کہ پوری دنیا کے لیے اور قیامت تک کے لیے ہو۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کو دنیا کے تمام انسانوں کے لیے اور قیامت تک کے لیے رسول بنا کر بھیجا تاکہ ساری دنیا کے انسان ایک امت بن جائیں۔آخری رسول کی پیدائش کے لیے اللہ تعالیٰ نے وہ خاندان منتخب کیا جو دنیا میں سب سے زیادہ باعزت تھا۔یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خاندان اور وہ شہر منتخب کیا جہاں اللہ تعالیٰ کا گھر تھا یعنی مکہ معظمہ۔

رسول اللہ ﷺ کی ولادت سے بعثت تک کے اہم واقعات:

۱۔ حضور اکرم ﷺ کی ولادت: حضور ﷺ مشہور روایت کے مطابق 12 ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔اپریل 571ء کی 22 تاریخ تھی اور پیر کا دن تھا۔اس سال کو عرب عام الفیل کہتے ہیں۔عام الفیل کا مطلب ہے ہاتھیوں والا سال۔اس سال یمن کے ایک عیسائی بادشاہ ابرہہ نے خانہ کعبہ گرانے کے لیے ہاتھیوں کا لشکر لے کر مکہ معظمہ پر حملہ کیا۔لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ خود تباہ و برباد ہو گیا۔اس وجہ سے اس سال کو عام الفیل کہتے ہیں۔حضور کریم ﷺ کے والد کا نام عبداللہ تھا اور آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی آمنہ تھا۔آپ ﷺ کے والد آپ ﷺ کی پیدائش سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔آپ ﷺ کے دادا کا نام عبدالمطلب تھا۔جنہوں نے آپ ﷺ کے والد کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی سرپرستی کی۔آپ ﷺ کے دادا نے آپ ﷺ کا نام محمد ﷺ رکھا۔

۲۔ زمانہ رضاعت اور پرورش: سب سے پہلے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے دودھ پلایا۔چند روز کے بعد آپ ﷺ کے چچا ابولہب کی باندی ثوبیہ نے دودھ پلایا۔اس زمانے میں عرب کے معزز گھرانوں کے بچے دیہات میں پرورش پاتے تھے، گاؤں کی عورتیں شہر آئیں اور بچوں کو دودھ پلانے اور پالنے کے لیے اپنے ساتھ لے جاتیں۔انہی عورتوں میں قبیلہ بنو سعد کی ایک خوش قسمت عورت حضرت حلیمہ

www.aiouinfo.com

سعدیہ تھیں جو آپ ﷺ کو ساتھ لے گئیں۔ چار برس تک آپ ﷺ حلیمہ سعدیہ کے پاس رہے پھر واپس اپنی والدہ صاحبہ کے پاس آ گئے۔

جب آپ ﷺ چھ برس کے ہوئے تو آپ ﷺ کی والدہ آپ ﷺ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ گئیں اور وہاں ایک ماہ قیام کیا۔ واپسی پر ایک مقام ابواء پر بیمار پڑ گئیں اور وہیں آپ کا انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئیں۔ آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے والد کی ایک باندی ام ایمن تھیں جو آپ ﷺ کو ساتھ لے آئیں اور آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کے سپرد کر دیا۔ والدہ محترمہ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی پرورش آپ ﷺ کے دادا نے کی لیکن جب آپ ﷺ آٹھ سال کے ہوئے تو آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب بھی انتقال کر گئے۔ انہوں نے اپنے پوتے کو پالنے کے لیے بیٹے ابوطالب کے سپرد کر دیا۔ ابوطالب نے آپ ﷺ کی بہت محبت سے پرورش کی۔

۳۔ شام کا سفر: جب آپ ﷺ کی عمر بارہ برس ہوئی تو آپ ﷺ کے چچا ابوطالب تجارت کی غرض سے ملک شام جانے لگے تو آپ ﷺ نے بھی ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کی۔ انہوں نے آپ ﷺ کو اپنے ساتھ لے لیا۔

۴۔ حربِ فجار میں شرکت: جب حضور اکرم ﷺ پندرہ برس کے ہوئے تو اس وقت عرب کے دو قبیلوں قبیلہ قریش اور قبیلہ بن قیس میں جنگ چھڑ گئی جسے حربِ فجار کہا جاتا ہے۔ اس جنگ میں آپ ﷺ نے بھی شرکت کی آپ ﷺ چونکہ بہت رحم دل تھے اس لیے آپ ﷺ نے خود کسی پر بھی تیر نہیں چلایا لیکن تیر اندازوں کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے رہے۔

۵۔ حلف الفضول میں شرکت: قریش کے لوگ آئے دن کی لڑائیوں سے پریشان تھے اس لیے انہوں نے ایک معاہدہ کیا کہ امن وامان قائم رکھنے کی کوشش کریں گے اور غریبوں، بے کسوں اور مظلوموں کی مدد کیا کریں گے۔ اس معاہدے میں نبی کریم ﷺ نے بھی شرکت کی۔ عربی زبان میں معاہدے کو حلف کہتے ہیں اور اس معاہدے کے بانیوں کے ناموں میں اتفاق سے فضل کا لفظ تھا جس کی جمع فضول آتی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ ''حلف الفضول'' کہلایا۔ یعنی ایسا معاہدہ جو فضل نام کے آدمیوں کے درمیان ہوا۔

۶۔ تجارتی سفر: جوان ہو کر آپ ﷺ نے بھی اپنے خاندان کے باقی لوگوں کی طرح تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔ آپ ﷺ لوگوں کا مال لے کر شام اور یمن جاتے تھے۔ لوگ آپ ﷺ کی سچائی اور امانت داری سے بہت متاثر ہوئے اس لیے آپ ﷺ کو صادق اور امین کا لقب دیا گیا۔

۷۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ کی ایک مالدار خاتون تھیں۔ وہ گھر میں کسی مرد کے نہ ہونے کی وجہ سے اپنے کاروبار کی خود ہی دیکھ بھال کرتی تھیں۔ اور جن لوگوں کو ہوشیار اور معتبر سمجھتیں ان کو اپنا مال منافع کی شرکت پر تجارت کی غرض سے دیا کرتی تھیں۔ اس دور میں آپ ﷺ کی امانت و دیانت کا بہت شہرہ تھا۔ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تک آپ ﷺ کی دیانت و سچائی کی شہرت پہنچی تو انہوں نے اپنا مال آپ ﷺ کے سپرد کیا اور ساتھ ہی ایک غلام میسرہ کو ہمراہ بھیجا۔ اس دفعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پہلے سے دوگنا منافع ہوا۔

۸۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ نے آپ ﷺ کے اخلاق و کردار کی کچھ اس طرح تعریف کی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خود حضور اکرم ﷺ کو شادی کا پیغام بھیجا جسے آپ ﷺ نے منظور کر لیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر 25 سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر 40 سال تھی۔

۹۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی اولاد: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ آپ ﷺ کے بیٹے بچپن میں ہی وفات پا گئے۔ بیٹیوں کے نام ہیں:

1۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا۔ 2۔ حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا۔ 3۔ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا۔

www.aiouinfo.com